لیبیا میں سیاسی پیش رفت

سوال۔4نومبر 2017 کو مشرقِ وسطیٰ نے "لیبیا کے عسکری ادارے کے اتحاد پر قاہرہ اجلاس کا اختتام" کے عنوان سے خبر شائع کی۔30 اکتوبر 2017 کو قاہرہ میں لیبیا کے فوجی افسران نے نیشنل آرمی کی تعمیرِ نو کے اعلان کے بعد ملاقات کی۔خیال رہے کہ اقوام متحدہ میں لیبیا کے سفارتی نمائندے غسان سلام نے 21 ستمبر 2017 کے بعد سے اپنے پیش کردہ "روڈمیپ" پر سراج حکومت اور "مجلس النواب" کے ساتھ ہونے والے لیبیائی مذاکرات کی رہنمائی خود شروع کر دی ہے۔لیکن اِن مذاکرات کو چلے ایک ماہ سے قبل ہی سخیراط معاہدے، جس پر 17 دسمبر 2015 کو دستخط کیے گئے تھے، کے آرٹیکل 8 میں دشواری کے باعث ملتوی کر دیا گیا۔اب سوال یہ ہے کہ کیا عسکری ملاقاتوں کی شروعات یہ ظاہر کرتی ہے کہ سیاسی ملاقاتیں ناکام ہو گئی ہیں؟ دوسرے الفاظ میں کیا فوجی مذاکرات کا مقصد سیاسی مذاکرات کی ناکامی کے بعد آرٹیکل 8 کا عسکری حل نکالنا ہے؟اب ان دو سالوں میں کیا کچھ نیا ہوا ہے کہ سخیراط معاہدہ جس پر فریقین متفق ہوئے تھے آج اُسی پر غیر متفق ہیں؟شکریہ

جواب۔کچھ نیا نہیں ہوا، فریقین میں معاہدہ طے پایا جبکہ جھگڑے کے بیج پہلے سے ہی موجود تھے۔دونوں نے مختلف مقاصد اور مختلف مفادات کی بنا پر معاہدے پر دستخط کیے تھے۔معاملے کو واضح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل نقات کو دیکھنا ہو گا۔

1۔قذافی کے دور میں ملک کا متحرک سیاسی حلقہ برطانیہ کا وفادار تھا، اور اُس وقت امریکہ کا اتنا اثر ورسوخ نہ تھا۔جب قذافی کا دور ختم ہوا تب پُرانی حکمران جماعتیں پھر سے کھڑی ہوئیں کیونکہ اُن کی جڑیں موجود تھیں جنہیں مکمل ختم نہیں کیا گیا تھا۔جب کہ امریکہ کے وفادار سیاست دانوں کا اثر ورسوخ موجود نہ تھا۔اسی وجہ سے برطانیہ انتخابات کا خواہاں تھا تاکہ جلد از جلد ایک حکومت اور پارلیمنٹ وجود میں آئے، کیونکہ پُرانے سیاسی دائرہ کار کی وجہ سے اُسے امید تھی کہ نتائج اُس کے حق میں آئیں گے۔امریکہ کسی بھی صورت انتخابات کو رکوانا چاہتا تھا تاکہ ایک نیا سیاسی دائرہ کار وجود میں آئے جو برطانوی وفادار سیاسی حلقے کے مدمقابل کھڑا ہو سکے۔اس لیے برطانیہ جلد سے جلد انتخابات کروانا چاہتا تھا جبکہ امریکہ انتخابات میں تب تک تاخیر چاہتا تھا جب تک کہ وہ ایک سیاسی حلقہ قائم نہ کر لے۔اور امریکہ کے پاس یہ حلقہ بنانے کے لیے عادت سے مجبور عسکری طاقت کے استعمال کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

2۔امریکہ نے لیبیائی افسر حفتار کو اپنے مفادات کی خاطر بھیجا ہے جو کہ مکمل طور پر امریکی وفادار ہے۔حفتار کو مارچ 1987 میں 300 لیبیائی سپاہیوں سمیت یرغمال بنایا گیا۔امریکہ نے "چاڈ" سے مذاکرات کیے اور 1990 میں "یو-ایس سنٹرل انٹیلیجنس کمیٹی" سے اس کی رہائی کی بات چیت کی۔حفتار کو امریکی طیارے سے زائر اور پھر امریکہ لایا گیا، اُسے سیاسی پناہ دی گئی اور امریکہ میں بیٹھ کر اُس نے لیبیا کی مخالفت کی تحریک چلائی۔اگلے 20 سال (17 فروری 2011) کے انقلاب تک وہ لیبیا واپس نہیں آیا یہ وقت اُس نے امریکہ میں ہی گزارا جہاں اُسے سی-آئی-اے کی جانب سے گوریلا فوج کی تربیت دی گئی۔امریکہ نے اُسے لیبیا بھیجا اور اپنے ایجنٹ سیسی کے ذریعے یا براہ راست اسی کو اسلحہ اور پیسہ دیتا رہا۔امریکہ لیبیا میں کسی بھی سیاسی حل کی مخالفت کرتا رہا اور یہ انتظار کرتا رہا کہ وہ موثر اثر ورسوخ بنا لے۔اُس نے مشرق پر زیادہ توجہ دی کیونکہ طرابلس میں مغربی بالخصوص برطانوی سیاسی اثر ورسوخ بہت زیادہ تھا اور مشرقی لیبیا میں وہ بہت حد تک اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا اور طبرق کی پارلیمنٹ میں چھایا رہا۔

3۔2015 میں یورپ ایک سال سے زیادہ انتظار کیے بغیر کوئی سیاسی حل نکالنا چاہتا تھا قبل اس کے کہ لیبیا کے سیاسی حلقے کی حقیقت تبدیل ہو۔یورپ لیبیا میں ایسے سفارتی نمائندے کو بھیجنے پر غور وفکر کرتا رہا جو کہ مغرب کا وفادار ہو اور اقدامات کو تیز کرے، وہ "لیونینڈ" کو بھیجنے میں کامیاب ہو گیا جس نے سیاسی حل کو فروغ دیا اور سیکیورٹی کونسل میں ماحول بنانے میں کامیاب ہو گیا، ساتھ ہی ساتھ امریکہ اگر سیاسی حل کی مخالفت کرے تو اُس کے لیے شرمندگی کا ماحول بھی بنا دیا۔ایک جانب امریکہ معاملے کو ایک اور رخ سے دیکھ رہا تھا کہ سیاسی حل کے

فروغ کے بعد اس کی مخالفت کرنا امریکہ کے مفاد میں نہیں، دوسری جانب سخیرات معاہدے پر اتفاق کر کے اُس کا غلبہ حاصل کر کے اسے بدلنے یا منسوخ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس لیے آرٹیکل 8 عسکری طاقت پر کنٹرول حاصل کرنے سے متعلق تھا۔ یورپی کمیونٹی یہ جانتی تھی کہ حفتار امریکی ایجنٹ ہے اور امریکہ اُسے فوجی کمانڈر بنانا چاہتا ہے، اسی لیے انھوں نے اس آرٹیکل کو شامل کیا کہ فوج وزیرِاعظم کے ماتحت ہو گی کیونکہ سراج اُن کا وفادار ہے۔ پس یہ آرٹیکل ایسا سنگِ راہ بنا جس میں امریکہ کو ایک اچھا موقع مل گیا کہ معاہدے کی مخالفت تب تک کرے جب تک حفتار فوج سمیت اُس زمین میں ایک طاقت بننے میں کامیاب ہو کر ایک ایسا سیاسی حلقہ نہیں بنا لیتا جو طرابلس اور اس کے اطراف میں یورپی سیاسی حلقہ سے اختلاف کرے۔

4۔ یہ موجودہ صورتِ حال ہے جو 2015 سے سخیرات معاہدے کی ابتداء سے اب تک زیادہ تبدیل نہیں ہوئی۔ اس لیے فریقین کے کوئی نئے مقاصد اور سیاسی و عسکری مفاد نہیں ہیں۔ سخیرات معاہدے کے بعد سے لیبیا کے بارے میں ہم مختلف سوالات کے جوابات دے چکے ہیں جس میں ہم نے اس معاملے کو اُن کے لیے واضح کیا ہے جو حاضر دماغی سے معاملات پر نظر رکھتے ہیں:

- 3 جون 2014 کو دیے گئے سوال کے جواب میں یہ کہا گیا تھا: "امریکہ مانتا ہے کہ لیبیا کا سیاسی حلقہ برطانیہ اور کچھ فرانسیسی ہے جو برطانیہ کے وفادار سیاسی حلقے کو طاقتور بناتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگلے انتخابات میں یورپی بندے اور کچھ آزاد امیدوار جیتیں گے۔ پھر حالات مستحکم ہو جائیں گے اور امریکہ کے ارادوں پر پانی پھر جائے گا جو کہ قذافی کے دور کے آخر میں اپنے عسکری اثر ورسوخ کو استعمال کر کے اپنا بہت گہرا اثر قائم کرنا چاہتا تھا، اور یہ حاصل کرنا موجودہ حالات میں انتخابات کے ذریعے ممکن نہیں ہے کیونکہ ماحول یورپ کے زیرِ اثر ہے۔ وہ (امریکہ) چاہتا تھا کہ فوجی طریقہ اپنا کر حالات کو دوبارہ اپنے مطابق بنا کر اپنا وفادار سیاسی حلقہ بنائے اور پھر انتخابات کروائے۔ پہلا قدم موجودہ نظام کو فوجی بغاوت کے ذریعے ہٹانا تھا جس پر نیشنل کانگرس کا غلبہ تھا جہاں مغربی اکثریت تھی۔ الیکشن ملتوی کروانا ضروری تھا تاکہ حالات کو پہلے اس قدر بہتر بنا دیا جائے کہ میدان میں امریکی غلبہ یقینی ہو، اور اگر ایسا ممکن نہیں ہوتا تو پھر یورپ کے ساتھ شراکت داری کی جائے گی اور یورپ کو مکمل طور پر بالادستی حاصل کرنے سے روکا جائے گا۔ صرف اسی صورت ممکن تھا کہ پورے میدان پر برطانوی قبضہ نہ ہو۔ لٰہذا حفتار اس میدان میں اس کردار کے ساتھ داخل ہوتا ہے کہ وہ امریکہ کا وفادار ہے۔"

- 11 اپریل 2015 کو دیے گئے جواب میں کہا گیا تھا: "یورپ جانتا ہے کہ امریکہ مذاکرات کو ناکام بنانے کے لیے سرگرمِ عمل ہے، اسی لیے اُس نے ایک قابلِ اعتماد یورپی سفیر "برناڈینو لیون" کو چُنا۔ برناڈینو نے ایک سیاسی حل تک پہنچنے کے اقدامات کیے، اُس کی کوشش تھی کہ اپنی مدت کے ابتدائی دنوں میں ہی اپنا کام مکمل کر جائے جو کہ مارچ 2015 کے آخر میں ختم ہو جانا تھا اور جس میں سیکیورٹی کونسل کی قرارداد 2213 کے تحت 15 ستمبر تک توسیع ہونی تھی۔ وہ اس سب کو پہلے مرحلے میں حل کرنا چاہتا تھا جو کہ جنیوا سے شروع ہوا، وہاں سے لیبیا اور مراکش تک گیا، وہاں سے الجیریا اور واپس مراکش میں آ گیا۔ مراکش میں 12 مارچ 2015 بروز جمعرات طبرق پارلیمنٹ کے اراکین نے لیبیا کی جماعتوں کے درمیان دوبارہ شروع ہونے والے مذاکرات کو مزید ایک ہفتے (19 مارچ 2015) تک ملتوی کرنے کی بات کی۔ لیون نے جلد از جلد سیاسی حل کی اہمیت پر زور دیا۔ 16 مارچ 2015 کو یورپی یونین نے مشترکہ بیان میں مذاکرات کی ناکامی کے خطرے سے خبردار کرتے ہوئے کہا "سیاسی حل تک رسائی نہ ہونے سے لیبیا کا امن خطرے کا شکار ہو گیا ہے۔ قومی اتحاد اور اس سے متعلقہ معاملات کی بنا پر جتنی جلدی ایک حکومت بنائی جائے گی، یورپی یونین لیبیا میں اُس کی حمایت پر رضامند ہو گی۔ (جرمن نیوز ایجنسی 16/3/2015)۔"

- 19 جنوری 2016 کو دیے گئے جواب میں لکھا گیا کہ "برطانیہ کو معلوم تھا کہ سیاسی مرکز یا اس میں سے اکثر اس کی طرف تھے، لٰہذا یہ یقین تھا کہ کوئی بھی وقتی حکومت، لیون کے تجاویز کے مطابق، اس کی طرف رہے گی، اور وہ لیون کے دور میں سخیرات معاہدے کو تیز کرنے اور اسے منظور کرانے میں دلچسپی رکھتا تھا۔ جب یہ نہیں ہو سکا تو کابلر کو مقرر کیا گیا اور ترامیم کی گئیں۔ برطانیہ کو یہ احساس ہوا کہ یہ ترامیم کابلر

پر امریکی دباؤ کی وجہ سے تھیں، جیسا کہ امریکہ اس معاہدے کو ختم کرنے کے لئے اقدامات کرتا رہا ہے، تاکہ یہ مکمل طور پر امریکہ کی خواہش کے مطابق ہو جائے۔ امریکہ کی طرف سے چلنے والی سیاسی سازشوں کے ساتھ مل کر حفتار کی طرف سے کی جانے والی فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں اس نے ایک نیا سیاسی طبقہ تشکیل دیا۔ اس وجہ سے برطانیہ، کسی دوسرے غیر معمولی واقعے سے قبل اس معاہدے کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ لہٰذا، معاہدہ ترمیم کے ساتھ بھی قابل قبول رہے، اور یہ سب کام جلدی جلدی میں کیے گئے، اور 17 دسمبر 2015 کو سخیراط کے حتمی معاہدے پر مراکش میں دستخط کرنے اور بین الاقوامی طور پر قابل قبول بنانے کے لیے سیکیورٹی کونسل نے حتمی معاہدے کے فیصلے کی حمایت کے لئے مسودہ قرارداد 2259 کو پیش کیا۔ امریکہ کی جانب سے معاہدے کو روکنے کی کوششوں نے برطانیہ کو جلد بازی کرنے پر اُکسایا۔ عیسیٰ عبدالقیوم، لیبین کونسل کے سابق صدر کے مشیر، نے 13 دسمبر 2015 کو الغد العربی ٹی وی پر اس بات کی جانب اشارہ کیا: "امریکی سیکرٹری خارجہ کیری کے بیانات نے یہ واضح کیا کہ برطانیہ اور فرانس کے برعکس، جو اس کے لئے حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اس بحران کو حل کرنے کے لئے امریکیوں کو کوئی جلدی نہیں ہے۔"

- اور 12 مارچ 2016 کو دیے گیے جواب میں کہا گیا کہ: "اس "امریکی" مذاحمت کی وجہ سے لیبیا میں سیاسی وسائل کا زیادہ حصہ قذافی کے دور کے باقیات سے تعلق رکھتا ہے، یعنی وہ یورپ کے وفادار ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی وزارت اس پیمائش کے مطابق ہو گی جیسا کہ یہ نئی وزارت کے اندر ہے۔ اسی لیے امریکہ حفتار اور اس کے ارد گرد فوج پر انحصار کر رہا ہے۔ اس وجہ سے، امریکہ حفتار اور اس کے ماتحتوں کی طرف سے فوجی مداخلت کے ذریعے سے سیاسی حل کو روکنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے، جب تک وہ اس اقتدار کی ضمانت حاصل نہیں کر لیتا جس میں اس کا خاطر خواہ حصہ ہو۔ یورپ اس کے برعکس اس معاہدے کو کامیاب بنانے اور حکومت قائم کرنے کے لئے کام کر رہا ہے کیونکہ امریکہ کی بہترین کوشش کے باوجود اب بھی سیاسی وسائل پر کنٹرول یا اقتدار اسی کا ہے اور اس کے متعدد اشارے بھی ہیں۔ برطانوی وزیر خارجہ، فلپ ہامون نے 19 فروری 2016 کو الجزائر کا دورہ کیا اور وہاں کے وزیر خارجہ، رامتن لاامرا سے ملاقات کی اور زور دیا کہ "لیبیا میں فوجی مداخلت اس بحران کو حل کرنے کے لئے مناسب حل کا نمائندہ نہیں ہے۔ اس زمین نے اس کا مشاہدہ کیا ہے، اور اس نے سیاسی حل کا مطالبہ کیا" (الجیریا نیوز 19/2/2016)۔

5۔ لہٰذا، تمام اہلِ نظر افراد کو یہ واضح ہے کہ دسمبر 2015 کے مہینے میں یا اس سے پہلے بھی سخیراط معاہدے پر دستخط کر کے یورپ یہ معاملہ جلدی سے حل کر رہا تھا کیونکہ موجودہ سیاسی طبقے اس کے وفادار ہیں، جبکہ امریکہ کو روکنے کا موقع ملا تھا کہ جب تک اس کے ذریعہ فوجی طاقت کو فعال نہیں کر سکتا ہے اور پھر وہ ایک نئی سیاسی اتھارٹی تیار کرے گا۔ نتیجے کے طور پر، مذاکرات شروع کیے گئے۔ کبھی کبھی وہ اپنے مقصد کے قریب ہو جاتے ہیں اور پھر وہ دور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح، ان کے آغاز کے ایک ہی ماہ کے بعد، طبرق وفد کو واپس بلا لیا گیا، اور پھر ان کو معطل کر دیا گیا۔ سلام تجاویز پیش کرنے کے لئے اِدھر اُدھر ہر کسی سے ملاقاتیں کر رہا تھا اور اُس نے وفد کی تیونس سے لیبیا اور مذاکرات کے حوالے سے مشورہ کرنے کی حمایت کی۔ شاید وہ جانتا تھا کہ حتمی حل میں مقامی جماعتوں کے اتفاق کے پیچھے بین الاقوامی طاقتوں کی منظوری کی ضرورت تھی، جو کہ نہ تو غسان کے پاس تھی، اور یہاں تک کہ جماعتیں یہ کام خود سے نہیں کر سکتی تھیں جب تک کہ ان کے پیچھے ان پر بین الاقوامی طاقتیں اتفاق نہیں کرتیں۔ اور اسی طرح ان سے متعلقہ حوالہ جات کے ساتھ مشاورت کی بنیاد پر وفد کی تیونس سے لیبیا واپسی ہوئی:

- الجزیرہ کے صحافی نے کہا کہ لیبیا کے نمائندوں کے وفد نے تیونس میں سخیراط معاہدے میں ترمیم کرنے سے متعلق مذاکرات کے دو ادوار کے بعد ریاستی سپریم کونسل سے دو طرفہ مذاکرات کے بعد اس کی وجوہات کو ظاہر کیے بغیر واپسی اختیار کر لی ہے۔ تاہم رپورٹر نے کہا کہ وجوہات آرٹیکل 8 کے الفاظ سے منسلک ہو سکتی ہیں، جس میں آج صبح ایک گرما گرم سیشن پر تبادلہ خیال کیا گیا تھا، جس میں صدارتی کونسل اور حکومت کے معاملہ پر بحث کی گئی تھی (الجزیرہ 16/10/2017)۔" ایک ذرائع نے الجزیرہ کو بتایا کہ اقوام متحدہ میں لیبیا کے سفیر، غسان سلام اور مذاکرات کمیٹی کے دو سربراہان، موسی فرج اور عبدالسلام نسیح، کے درمیان تیونس میں اقوام متحدہ کے مشن ہیڈ کوارٹر میں ایک ملاقات ہوئی، جس میں پیر کے دن دونوں وفود

کے درمیان ملاقاتوں کے التوا پر بات ہوئی(الجزیرہ 17/10/2017)۔ تیونس میں الجزیرہ کے ایک صحافی نے بھی رپورٹ کیا کہ لیبیا میں اقوام متحدہ کے مشن نے لیبیا کی مذاکرات کے دونوں فریقین کو ایک دستاویز فراہم کی جس میں اتفاق رائے کے مسودے اور ان کے درمیان ان کی ملاقاتوں کے بارے میں بحث کی جائے گی اور ان کی رائے الگ الگ لی جائے گی(الجزیرہ 18/10/2017)۔ تیونس میں 21 اکتوبر 2017 بروز ہفتہ منعقد ایک پریس کانفرنس میں، سلام نے نشاندہی کی کہ لیبیا کے وفد اور ریاست کی سپریم کونسل کے متعدد نمائندوں کے درمیان تفہیم اور اتفاق موجود ہے، جو ان کے لئے لیبیا واپس لوٹ کر وہاں کے سیاسی رہنماؤں کے ساتھ بات چیت، آرٹیکل 8 سمیت متعدد نقطہ نظر کی موجودگی جو کہ اقوام متحدہ کے مشن کے مطابق ان کو دور کرنے کی کوشش کی جانب اشارہ کر رہے ہیں(الجزیرہ 24/10/2017)۔

6۔ اس لیے حفتار فوجی کارروائی کرنے کا سوچ رہا تھا، اور یہ بات خفیہ نہیں تھی۔ حفتار کی فوجی تیاری اور 21 ستمبر 2017 کو غسان سالم کے تحت شروع ہونے والے صدارتی کونسل اور طبرق پارلیمنٹ کے مذاکرات کے دوران اس کے بیانات فوجی کارروائی پر توجہ مرکوز کر رہے تھے، اور اس کے بیانات اُن مذاکرات پر سوالات اُٹھا رہے تھے۔ 14 اکتوبر 2017 کو شائع کردہ الجزیرہ خبر میں کہا گیا: ریٹائرڈ میجر جنرل خلیفہ حفتار نے لیبیا کے بحران کو اقوام متحدہ کے بتائے ہوئے طریقے یعنی مذاکرات کر کے حل کرنے کے امکان پر تبادلہ خیال کیا۔ حفتار نے بن غازی میں پہلی سیکیورٹی کانفرنس میں ایک تقریر میں کہا کہ عوام کو اس بات کا یقین کرنے کے لئے اشارے نہیں ہیں کہ جاری مذاکرات سیاسی بحران کا واحد حل ہے۔ اس نے فوجی اور تمام سیکیورٹی خدمات سمیت دیگر متبادل کو سیاسی بات چیت کی طرف گھمایا جو "لوگوں کی خواہشات کی تعمیل کرے گی"۔ حفتار نے اگست 2017 کے وسط میں اعلان کیا: "ہم استقامت کے ساتھ کوشش کرتے رہیں گے جب تک کہ فوج پورے لیبیا کے علاقے پر اپنا کنٹرول قائم نہیں کر لیتی" (مشرق وسطی، 15/8/2017)۔ لہٰذا لیبیا میں سیاسی حل کی قیادت کے لئے فوجی حل پر امریکہ کی توجہ اس کے کام کا سب سے اہم حصہ ہے؛ وہ سیاسی حل تب تک روکے گا جب تک کہ وہ اپنے فوجی کنٹرول کی گنجائش کو بڑھا سکے اور پھر اس سے یورپی اثر ورسوخ کے مقابلے میں ایک مضبوط امریکی اثر ورسوخ سے معاملہ حل کر سکے۔ دراصل امریکہ سیاسی حل کی قیادت کرنے کے لئے فوجی حل پر توجہ مرکوز کرتا ہے، اور اس کے لئے ہر مناسب موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ جب اسے فوج میں حفتار کے مؤثر اثر ورسوخ کو یقینی بنانے کے لئے قاہرہ میں ایک فوجی اجلاس منعقد کرنے کا موقع مل گیا، تو اس نے حفتار کو 30 اکتوبر 2017 کو یہ اجلاس کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس طرح لیبیا کے فوجی گروہوں کے درمیان قاہرہ میں ایک اجلاس منعقد کیا گیا جس میں سے ہر ایک نے حفتار کی حمایت کی، کوئی بھی اُس کے خلاف نہیں تھا۔ اور اجلاس 2 نومبر 2017 کی شام کو ختم ہو گیا۔ مشرق وسطی نے جان لیا کہ قائرہ میں لیبیا کے آفیسرز کے درمیان فوجی اتحاد کے بارے میں مذاکرات کا تیسرا دور کل پچھلی شب کو مکمل ہوا اور اپنے اختتام کو پہنچا جس میں لیبیا آرمی کے اتحاد اور سول اتھارٹی سے اس کے تعلق، جو 2011 سے فوجی اور سیکیورٹی افراتفری کی وجہ سے کمزور ہے، پر بات ہوئی(مشرق وسطیٰ 4/11/2017)۔ یہ ایک اشارہ ہے کہ امریکہ اور اس کے ہتھیار، مصر اور حفتار نے کچھ حد تک ترقی کی ہے خاص طور پر مشرقی اور آئل کریسنٹ میں، یورپ کے فوائد میں کچھ کم کے بدلے میں جہاں حفتار ایک مشکل شخص بن گیا ہے جس کا علاقے کے بڑے حصے پر کنٹرول ہے۔ تاہم اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تنازع ختم ہو گیا ہے کیونکہ یورپی یونین کی لیبیا میں ابھی بھی طاقت ہے اور امریکہ کے مقابلے میں سیاسی کاموں میں یورپ زیادہ شاندار رہا ہے۔ اس طرح یہ توقع ہے کہ لیبیا پر بین الاقوامی تنازع ایک طرف امریکہ اور اس کے آلہ کار اور دوسری جانب یورپ اور اس کے آلہ کاروں کے درمیان جاری رہے گا۔ اور اس تنازعے کے شعلے لیبیا کے لوگوں پر پڑیں گے۔

7۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسلمانوں کے مسائل مسلمانوں کے ہاتھوں سے حل کرنے کی ضرورت ہے، نہ کہ ان کے دشمنوں کے ہاتھوں، اور وہ حل آسانی سے ممکن ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسان بنا دیا ہے۔ اس طرح کے حل کا ہتھیار اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول ﷺ کے ساتھ خلوت وجلوت میں اخلاص اور صداقت میں ہے اور پھر مذاکرات کرنے والے یہ دیکھ لیں گے کہ وہ ایک قدیم اسلامی ملک کے سامنے کھڑے ہیں جو کہ اسلامی خلیفہ عمر ابن الخطابؓ کے وقت فتح ہوا تھا اور اس کے تمام لوگ مسلمان ہیں اور اس کے مسائل کے حل اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت میں ہیں جس کا کافر استعمار کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

(وَلا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لا تُنْصَرُونَ)

"اور ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ تمہیں آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی نہیں، پھر مدد نہ پاؤگے "(ھود: 113)۔

آخر میں، ہم نے پہلے بھی کہا ہے اور پھر کہہ رہے ہیں: یہ دردناک ہے کہ مسلم ممالک جہاں سے فتوحات کا آغاز ہوا جہاں سے اسلام کو پھیلایا گیا جو دنیا بھر میں انصاف اور نیک کام کرتے رہے، آج جنگ کے میدان بن گئے ہیں جس کو کافر نہ صرف خود بلکہ اپنے ایجنٹ حکمرانوں کے ذریعے ہمیں قتل کرنے اور ہمارے مال کو لوٹنے کے لیے استعمال کرتے ہیں اور جب مسلمانوں کے خون کے قطرے بہتے ہیں تو دل سے خوش ہوتے ہیں۔ کافر استعمار ہمارے دشمن ہیں لہٰذا کوئی حیرت نہیں ہے کہ وہ ہمیں مارنے کے لئے اپنی تمام کوشش بروئے کار لاتے ہیں، لیکن جب لیبیا کی مخالف جماعتیں کھڑی ہوئیں اور ان میں سے کچھ امریکہ کی ساتھی بن گئی، اور بعض نے یورپ سے دوستی کرلی تو پھر وہ خود آپس میں لڑتے ہیں، اسلام کے لئے نہیں بلکہ کافر استعمار کے مفادات کے لئے لڑتے ہیں۔ یہ بڑے گناہوں میں سے ایک ہے، اسلام میں مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کا قتل ایک بڑا جرم ہے۔

كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

"ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے (مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے)

اور نبی ﷺ نے فرمایا

«لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ»

"اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کا قتل دنیا کی تباہی کے مقابلے میں کم ہے "(نسائی نے عبداللہ بن امر سے نقل کیا)

(إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ)

"بے شک اس میں نصیحت ہے اُس کے لیے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو "(ق: 37)

17 صفر 1439 ہجری

بمطابق 6 نومبر 2017